یعنی ترجمہ رسالہ خلافت مصنفہ ڈاکٹر ڈیون پورٹ صاحب مصنف اصل کتاب مظاہر الحق سنہ ۱۲۸۵ء

مولوی محمد حید ر صاحب نے بکمال احتیاط وصحت انگریزی سے اردو مین ترجمہ کیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

مین نے کتاب اپالوجی فار محمد کو ختم کیا تو اوس وقت میرے بعض احباب نے اوس کتاب کے مطالعہ کے بعد مجھسے خواہش کی کہ بیان خلافت کو لکھکر اوس کتاب کا تتمہ قرار دون چنانچہ بیان خلافت کو مین نے کتب تواریخ سے استنباط کر کے لکھدیا —

آغاز مطلب

جو خبر اسیان الوالعزمی کی جھگڑونسے جس ملک اور جس زمانہ مین پہنچتی ہین وہ اکثر اوسی ملک اور زما

زمانی مین محدود رہتی ھین - مگر جو خرابیان اختلاف مذہب اور تعصب دینی سے واقع ہوتی ہین
وُہ سب خصوصیتون سے زیادہ نا اصلاح پذیر ہوتی ہین اور ہر ملک اور زمانی مین ساری اور حاری
ہو جاتی ہین - ھمارے اِس قول پر آنحضرت کی خلافت کا حال ایسا گواہ ہے جسپر کوئی جرح
نہین ہو سکتی - آنحضرت کی وفات کے بعد دو بڑے فرقون مین جو سنّی او شیعہ کے
نام سے مشہور ہین یہ سخت عداوت پیدا ہوئی اور وُہ ہر قرن مین تازہ ہوتی رہی بلکہ ابتک
ہی اگرچہ کسیقدر کم ہو گئی ہے —

اور آن حضرت کے رفقا اور اصحاب کے دلون مین سکندر اعظم کی جانشین کیسے رقابت
اور عداوت ہوتی تو ہرگز ان کی سلطنت بحر اقیانوس سی دریائے گنگ تک نہ پہونچتی شاید انکا
دین عرب کے صحرائیون مین نیست اور نابود ہو جاتا - فضل خدا سے آن حضرت کے
جوش دل کا ایک حصہ اون کے شاگردون کے دلون مین سرایت کر گیا اور اون کے
دل قوی ہوئے اور اون کی ہمتین بلند ہوئین اور قرآن کے رواج دینے کا ایسا شوق
پیدا ہوا کہ اونھون نے نفع شخصی پر نظر نہین کی لیکن آنحضرت کی وفات کے بعد تلوار کی
جھنکار اور خطیبون کی تیز زبانی اتفاق مذہبی کو جسکی آنحضرت آرزومند تھے ثابت اور قایم
نرکھ سکے بلکہ نصرانیون کیطرح مسلمانون کے فرقے بھی متعدد ہو گئے اور اِس تفرقہ سے جو
حرف نصرانیت پر آیا ہے وہی اسلام پر وارد ہوا اور یہ دونون فرقے اس بات مین برابر ہوئے
انکا یہ حال ایک مولم اور عم افزا نظیر انسان کے ضعف عقل اور نخوت اور غرور کے اہل بصیرت
کے لئے موجود ہے —

مفصل حال ان فرقون کا اور اونکا ناقص لکھنے کیلئے جلدین چاہیئن لیکن مختصر یہ ہے کہ
اصولاً جسطرح یہودیون کے دو فرقے ہین فریقین اور صدوقین اور نصرانیون مین دو گروہ ہین

کیتھولک اور پروٹسٹانت اسی طرح مسلمانون مین سنی اور شیعہ کو بالعموم سمجھنا چاہیے جو تفرقہ ان مین واقع
ہوا اوسکا نتیجہ صرف اسی قدر نہین ہے کہ فروع اور رسوم دین مین طرح طرح کے اختلافات ہوئے ہون
بلکہ سخت نا اصلاح پذیر جنگ اور جدل اور خونریزی ہوئی ہے —

ان دونون فرقون مین سے سنیون نے ابوبکر صاحب کو جو آنحضرت کے سُسرے تھے
اونکا خلیفہ اور جانشین مانا اور اپنا پیشوا بنا لیا اور شیعہ بمقتضائے مزید انصاف اور حمیت علیؑ کے
خلافت اور امامت پر ثابت قدم رہے اور اونسے تولا رکھی کیونکہ علیؑ پیغمبر کے حقیقی چچا کے بیٹے چچازاد بھائی
تھے اور داماد بھی تھے اور پیغمبر خدا اونسے بہت محبت رکھتے تھے اور اپنا جانشین اونکو مقرر کر چکے تھے اور
اس جانشینی کو بکرات و مرات ظاہر فرمایا تھا خصوصاً دو مقامونکا حال یہان لکھا جاتا ہے ایک تو وہ جب آنحضرت نے
قبیلہ ہاشمی کی ضیافت کی اور علیؑ نے کفار کے تمسخر اور توہین کی کچھ پروا نہ کی اور اپنا ایمان لانا ظاہر کیا پیغمبر خدا نے
اپنی باہین علیؑ کے گلے مین ڈالین گلے لگایا اور سینے سے لپٹایا اور چلائے کہ دیکھو میرے بھائی میرے وصی میرے
خلیفہ کو — **دوسرے** جب آنحضرت نے اپنے انتقال کی ایک برس قبل بحکم خدا خطبہ پڑھا تھا اس حکم کو جبرئیل آنحضرت کے
پاس لائے تھے اور یہ کہا تھا کہ اے پیغمبر آپ پر صلوٰۃ اور رحمت خدا کی ہین آپکے اور آپکے مقلدونکی نام ایک خدا کا حکم
لایا ہون اس حکم کو بے تاخیر ظاہر کیجیے اور شریر آدمیونسے ہرگز نہ ڈریے خدائے توانا آپکو بچائیگا کہ آپ اوسکے بندہ ہین
اس حکم کی بموجب آنحضرت نے انس سے کہا کہ مسلمانون اور یہودیون اور نصرانیون اور مختلف مذاہب رہنے والون کو
جمع کرے چنانچہ انس نے ایک گانون کے پاس جسکا نام خم غدیر ہے اور جو نواح شہر جحفہ مین مکہ اور مدینہ کے درمیان
واقع ہے ان تمام لوگون کو جمع کیا چونکہ یہ مقام تمام موانع سے مبرا تھا اور یہ تاریخ دسوین اپریل ۶۳۱ سنہ کی تھی آنحضرت
ایک بلند ممبر پر جو خاص اس ضرورت سے بنایا گیا تھا —

(یادداشت یہی وجہ کہ مصنف نے غیر قومون کی تاریخون سے مدد لی ہے)

رونق افزا ہوئے — اور ہزار ہا آدمیون کے سامنے جو نہایت متوجہ تھے ایک خطبہ بڑے شان

وشوکت اور فصاحت اور بلاغت سے پڑھا افسوس ہے کہ اوس خطبہ کی گنجائش یہ رسالہ نہین رکھتا
لیکن اوسکا مقدمہ اسطرح لکھا جاتا ہے (**خلاصہ**) خداے واحد کی حمد و ثنا جسکو کوئی نہین دیکھ
سکتا - اوسکا علم ماضی حال استقبال پر حاوی ہے اوسکو دلون کے پوشیدہ اسرار معلوم ہین
اوس سے کوئی شے پوشیدہ نہین رہ سکتی - اگرچہ وُہ بقیاس بعید ہے جب بھی ہم سے قریب ہے
اوسی نے زمین آسمان اور مافیہا کو پیدا کیا یہ سب فانی اور وُہ غیر فانی ہے - وُہ قادر مطلق ہے اور کل
اوسکی قدرت کے تابع ہین اوس کا فضل و رحمت سب پر شامل ہے - عقاب مین تاخیر فرماتا ہے
اور جب سزا دیتا ہے وُہ بھی رحمت ہے اوسکا کوئی قول حکمت اور مصلحت سے خالی نہین اوسکی ذات
ممکنات پر مجہول ہے اور مجہول رہیگی - اوسکے حکم سے آفتاب مہتاب اور تمام اجرام سماوی اپنی
اپنی راہون پر جو اوسنے مقرر کردیے ہین چلتے ہین جو وُہ چاہتا ہے خواہ زمین پر ہو یا آسمان پر وُہ ضرور
ہوتا ہے وُہی مُردہ کو زندہ زندہ کو مُردہ کرتا ہے وہی غم دیتا ہے وہی خوشی - وہی دُعا سُنتا اور مدعا
دیتا ہے اُوسیکی گوش قبول اونکی دعاؤنکی طرف لگے رہتے ہین جو بکمال یقین اوسکو مانتے ہین
اور صاف دل سے اوسکی اطاعت کرتے ہین - اما بعد ایہا الناس مین ایک بندہ محکوم ہون حق تعالے
کا حکم بخضوع اور خشوع بجالاتا ہون - تین دفعہ جبرئیل آے اور کہا کہ مین اپنے مقلدون سے خواہ وُہ
گورے ہون یا کالے یہ ظاہر کردون کہ علی میرے خلیفہ اور وصی اور میرے گوشت اور پوست اور خون
مین اور مجھسے وُہ نسبت رکھتے ہین - جو ہارون موسی سے رکھتے تھے اور میرے بعد وُہ تمہارے
ہادی اور امام ہونگے اور میری وفات کے بعد میری امت کو اونکی فرمان برداری کرنی ہوگی جسطرح
میری فرمانبرداری واجب ہے جسنے علی کی نافرمانی کی اوسنے خدا اور رسول کی نافرمانی کی اے دوستو
یہ خدا کے احکام ہین اور یہ سب علی کو معلوم ہین جو اونکو نہ مانیگا اور جو علی کی نافرمانی کریگا اللہ کی دائمی
لعنت ضرور اوسکے سر پر رہیگی خدا نے قرآن مین بہت جا علی کی تعریف کی ہے مین دو بارہ

کہتا ہون کہ علی میرے چچا کے بیٹے اور میرے گوشت اور خون اور میرے جانشین ہین
اور خدا نے اونکو نہایت نادر خوبیان عنایت کی ہین اور بعد علی کے اون کے بیٹے حسن اور حسین
جانشین ہونگے۔

اس خطبہ کے ختم ہونے کے بعد ابوبکر اور عمر اور عثمان اور سفیان وغیرہ نے علی کے ہاتھ چومے اور اونکی
خلافت کی مبارکباد دی اور یہ اقرار کیا کہ اونکے تمام احکام کو صدق دل سے بجا لائین گے ―

پھر ۱۱ہجری مین اپنے انتقال سے چھہ دن پہلے وقت وداع حضرت نے اپنے تابعین کو یہ سمجھایا کہ
ای لوگو آیا تم خوب یقین کرتے ہو کہ خدا واحد ہے اور مین اوسکا رسول ہون اور بہشت اور دوزخ
اور موت اور حشر برحق ہے اور ایک وقت قبر و نسے اوٹھ کے قادر مطلق کے سامنے حاضر ہونگے
سب نے بالاتفاق جواب دیا کہ ہان ان سب چیزون کا خوب یقین رکھتے ہین ۔ پھر حضرت نے بغرض
تاکید ان عقیدون پر ثابت قدم رہنے کی قسم دی اور بالخصوص یہ فرمایا کہ اونکی آل سے ہمیشہ
محبت رکھین اور بغرت و توقیر پیش آوین اور بڑے شد و مد سے فرمایا کہ جو مجھہ سے محبت رکھتا ہے
وہ علی سے محبت رکھے اللہ علی کے دوستون کی تائید کرے اور علی کے دشمنون پر غضب
ایسے مکرر اور صریح احکام اور بیانات جو خود رسول اللہ کی زبانی مبارک سے جاری ہوئے
تھے علی کی خلافت مین ایک مدت تک شک و شبہ نتھا مگر بالاخر سب کو مایوسی ہوئی بی بی عایشہ ابوبکر
صاحب کی بیٹی اور آن حضرت کی زوجہ دوم نے ساز و باز کر کے اپنے باپ کو لوگون سے خلیفہ
مقرر کروالیا۔

ملک الموت کے انتظار مین حضرت کا بی بی عایشہ کے حجرہ مین تشریف لیجانا خواہ خود حضرت کی مرضی
سے خواہ ان بی بی صاحبہ کی مرضی سے ہو بہرحال ان بی بی صاحبہ کے مفید مطلب ہوا اور یقینا
آخری فرمان حضرت کا علی کی جانشینی کے باب مین لوگون کے کان تک نہ پہنچنے پایا اور یہ سمجھا گیا کہ حضرت

نے بغیر آخری وصیت کے انتقال فرمایا اس مغالطہ کی وجہ سے علیؑ اپنے حق خلافت سے جسکے وہ نہ صرف بلحاظ قرابت
واخوت وزوجیت فاطمہ مستحق بلکہ نیز بلحاظ اون بیشمار خدمتون کے جو اونھون نے مذہب اسلام کی
کی تھین اعلیٰ اسے علی حق رکھتے تھے محروم رہے اور تینون خلیفون نے بیہم راج کیا۔

شاید بی بی عائشہ کے اس کردار کا باعث حق اور خدمت فرزندی یہی ہو کہ اونھون نے اپنے باپ کے
خلیفہ ہونے مین اعانت کی لیکن بیشک وشبہ اسکا سبب قوی بغض وکینہ دیرینہ ہے جو علیؑ کیساتھ بی بی عائشہ کو
اسطرح پیدا ہوا۔ حضرت رسالت مآب نے سنہ اوّل ہجری مین قبیلہ مصطلق پر حملہ کا عزم فرمایا اور
اپنی بی بی عائشہ کو چھوڑ جانا مناسب نہ سمجھا چنانچہ وہ حضرت کے ساتھ گئین وقت مراجعت مدینہ کے قریب
شب کیوقت بی بی عائشہ اپنے اونٹ سے اوتر پڑین اور قضائے حاجت کو ایک طرف چلی گئین بعد
فراغ جب واپس آئین اور معلوم ہوا کہ قیمتی ہیکل سنگ سلیمانی کی جو پہنے ہوئے تھین گر گئی تو اوسکی
تلاش مین جدھر سے آئین تھین اودھر پھر گئین اس عرصہ مین اونکے خدمتگارون کو یہ دھوکا ہوا کہ
عماری مین سوار ہو گئی ہون گی عماری کو اونٹ پر رکھ راہی ہوا اور پھر جو بی بی عائشہ تشریف لائین تو کیا
دیکھتی ہین کہ اونٹ اور خدمتگار سب ندارد ناچار اونھون نے اس بات پر تکیہ کیا کہ جب یہ حال کھلیگا لوگ ڈھونڈنے
نہ کوئی خود اونکے لے نے کیلئے روانہ ہوگا اور تھوڑی دیر کے بعد آرام فرمایا صبح کے تڑکے صفوان بن المعطب
جو استراحت کیلئے راہ مین ٹھہر گیا تھا اسطرف سے گذرا انکو سوتا پا کے قریب آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ بی بی عائشہ
ہین دو بارا انا للہ وانا الیہ راجعون آہستہ آہستہ پڑھ کے اونکو جگایا بی بی عائشہ کی جو ہین آنکھ صفوان پر پڑی
منھ نقاب سے چھپا لیا قصہ کوتاہ کہ صفوان اپنے اونٹ پر اونکو سوار کر کے لشکر کے پیچھے روانہ ہوا اور دوپہر کو
لشکر مین پہنچ گیا اوس وقت استراحت کے لئے لشکر نے قیام کیا تھا۔

اسطرح بیابان مین ایک کمسن عورت کا جوان بہادر سپاہی کے قابو مین آجانا عربون کے دلون مین شک
پیدا کرنیکے لئے کافی تھا پس پہلے عبداللہ بن ابی نے اس واقعہ کو خون عداوت سے رنگا اور جابجا نمایان

کیا پہر بہت کچھ اسکی شہرت ہوئی آخر آنحضرت نے پریشان ہو کے علی سے مشورہ کیا اور اون کے مشورہ سے پنچایت تحقیقات کے لئے مقرر فرمائی اور بی بی عائشہ کو ابوبکر اور ام رومان کے ساتھ جوابدہی کرنی پڑی اور ان دونوں صاحبون نے بی بی عائشہ کی بیجرمی تسلیم کی اوس وقت اتہام کرنے والون مین سے تین آدمیون کو چار چار ضرب درّہ کی سزا قرآن کے چوبیوین پارہ کے بموجب دی گئی لیکن عبداللہ بانی اتہام جو ایک مقتدر شخص تہا سزا سے بچ گیا۔

بی بی عائشہ اس بات کو کبھی نہین بہولین کہ علی نے اون کے الزام کے تحقیقات کے لئے رائے دی تہی اور ہمیشہ انتقام کے درپے رہین اور علی کو ستایا کین اور بالآخر ایسا انتقام لیا جو سوا یونون کے کسی نے نہ لیا ہوگا۔ یہ یونون مشتری کی زن اور خواہر تہے اس نے رائیس سے جو بڑا عالی ظرف تہا انتقام لیا ہے اور اسکے قصے کو درہل شاعر لاطینی نے بطور مثنوی نظم کیا ہے۔

ایک اور روایت ابوبکر کے خلافت پانیکے یہ ہے کہ جب آنحضرت کے وفات کے صحیح خبر اون کے عزیزون اور دوستون کو معلوم ہوئی تو اہل مکہ اور مدینہ دو گروہ ہوگئے اور ہر گروہ نے چاہا کہ اپنی قوم سے کسی کو خلیفہ مقرر کرین اور اپنے اپنے مقصد پر فصاحت وبلاغت دلائل پیش کئے اور ابوبکر نے ایک اہل مکہ کی اس رائے اور تجویز سے اتفاق کیا کہ کار خلافت دو شخصون پر منقسم ہوا اور اس کام کے لئے ابو عبیدہ اور عمر کو نامزد کیا مگر عمر نے اپنی عدم قابلیت ایسے منصب جلیل اور امر خطیر کی ظاہر کی اور یہ درخواست کی کہ خود ابوبکر مقرر ہون چنانچہ عمر کی یہ درخواست باتفاق حاضرین قبول ہوئی۔

اس انتخاب کے وقت علی حاضر نہ تہے جب اس کا حال اونہون نے سنا تو بہت آزردہ اور مایوس ہوئے کیونکہ وہ بہت بلموقع اور معقول طور سے مستحق تہا اور یہ توقع رکہتے تہے کہ سب لوگ خود اونکو

پسند کرین گے ادہر علی اس فکر و رنج مین مبتلا تھے اودہر ابوبکر نے بتعجیل عمرؓ کو فاطمہ کے گہر پر جہان علی اور بعض اونکے دوست موجود تھے اس حکم سے بہیجا کہ علیؓ کو ابوبکر کی بیعت کے لئے حاضر کرین اور علیؓ انکار کرین تو بزور اونسے بیعت لین - عمرؓ نے اس حکم کی تعمیل کی اور اپنے سرہنگون کو ساتھ لیکے فاطمہ کے گہر کو گہیر لیا - اسکے بعد ابوبکر کے منتخب ہونیکی خبر علیؓ کو دی اور دہمکی کی آواز اور سختی کے انداز سے یہ کہا کہ خود میری تحریک سے یہ امر باتفاق شوری اقرار پایا ہے کہ اگر کوئی شخص آپ خود رئیس بن بیٹھے تو وہ اور اوسکے ساتھی اور حامی سب کے سب جلائے جائینگے بس اگر آپ ابوبکر کی بیعت نکرین گے اور خود خلیفہ بن بیٹھین گے تو مین آپ کے اور فاطمہ کے گہر مین آگ لگادونگا اور گہر والونکو جلادونگا - سکے جواب مین بغیظ و غضب پکار کے فاطمہ نے کہا کہ اے ابن خطاب تو ایسے ظلم قبیح اور افعال وحشیانہ کا ہرگز مرتکب نہو عمرؓ نے کہا کہ اگر تم سب بیعت سے انکار کروگے تو مین ضرور گہر والونکو جلادونگا پس اس صورت مین علیؓ اور اونکے رفیقون کو کوئی چارہ نتہا بجز بیعت کے -

عمرؓ کے ایسے بے محابہ کردار اور بیباک افعال کا باعث بیشک یہ خیال تہا کہ ابوبکر بسن رسیدہ ہین اونکا سن قریب قریب رسول اللہ کے سن شریف کے ہے وہ زیادہ زندہ نرہین گے وہ حسن تدبیر ابوبکر کے بعد بشرطیکہ علیؓ خارج اور علیحدہ ہوجائین خلیفہ بن سکین گے کیونکہ علیؓ کو وہ اپنا مقابل اور حریف سمجہتے تہے اور کسیوجہ سے اونسے خوف کرتے تہے -

جب ابوبکر کو یہ منصب جلیل حاصل ہوا تب اونہون نے تمام شاہانہ خطابون کو حقیر سمجہ کے اپنے تئین خلیفہ رسول نہوایا اور اسی زمانہ مین عربون کو بت پرستی کیطرف مایل پاکے اونکی مذاق کیرعایت سے یہ کہا کہ اے مکہ کے رہنے والو کیا تم اہل دنیا کو یہ دکہاؤگے کہ سب سے آخر تم اسلام لائے اور سب سے پہلے تم پہر گئے - یہ تقریر اودرکارگر ہوئے - اودہر خالد نے اپنے تئین

مرتدونکا دشمن قرار دیا اور ایک چیدہ گروہ آتش مزاج بنکا جو ولولۂ دین مین غرق تہی اپنے ساتہ لیکے متفرق قبائل صحرائی کو شکست دی اور ارتداد سے باز رکہا اور خدا کی وحدانیت اور رسول کی رسالت کے عقیدہ کیطرف پہیر لایا ۔

ایک قوی دشمن صوبہ نجد مین ظاہر ہوا اور یہ مسیلمہ کذاب تہا اسی زمانے مین علم بغاوت اسنے بلند کیا تہا خالد نے پہلے لڑائی مین اگرچہ شکست کہائی لیکن دوسری لڑائی مین فتح پائی اور خود مسیلمہ تیر کہا کے گرا اور مارا گیا یہ واقعہ ابتدای سنہ ۶۳۳ع کا ہے اسی سنہ مین شام پہ چڑہائی ہوئی اور بصرہ فتح ہوا اور دمشق کی فتح و ظفر کے خبر ابوبکر کو بستر مرگ پہ پہنچی ۔ وقت اخیر ابوبکر نے سب کی استرضا سے عمرؓ کو خلیفہ مقرر کرنا چاہا لیکن عمرؓ نے عذر کیا جب ابوبکر نے کہا کہ تمکو خلافت درکار نہین مگر خلافت کو تمہاری حاجت ہے اوس وقت عمرؓ نے عہدۂ خلافت قبول کیا ۔

سب سے اہم امر جمع و اصلاح سنت ہے جو ابوبکر کے زمانۂ خلافت مین واقع ہوا اور اس امر مین ابوبکر کے عہد دولت کو مختص اور منفرد کہنا چاہیئے جو تالیف انکے زمانہ مین ہوئی وہ بالآخر نہایت مضر اور اصل اصول اور اہم سبب اختلاف مذاہب کا ثابت ہوئی اسکی نتیجہ پہ ہمیشہ رونا چاہیئے ۔ جس گروہ اسلام نے متواتر تیس سال تک ملک گیری کی ہو اور لڑائیون مین مخالفون کے دلون پر اپنی تلوارون کے سکے جمائے ہون اور ایسا نام پیدا کیا ہو کہ اون کے مثل کوئی نام برآوردہ نہو ایسی دولت اسلام کی یہ تالیف چپکے چپکے بیج گئی اور اوسکے زوال کا آہستہ آہستہ سامان جمع کرتے رہے ایسے عجیب و غریب تالیف کے بیان کے لئے ہمکو اپنے سلسلہ تحریر سے عدول کرنا ضرور ہے ۔

ناظرین سنت سے مراد آنحضرت کے اقوال اور افعال ہین ۔ یہ افعال و اقوال بطور روایات و منقولات اس غرض سے جمع کئے جاتے ہین کہ جو لوگ اپنے تئین سچا ذخیرہ

سمجھتے ہین وہ اوسکی پیروی اور تقلید کرین - یہ مجموعہ ایک قسم کا ضمیمہ قرآن کا ہوتا ہے جو چند چیزین قرآن مین مذکور نہین ہین اونکا تذکرہ اسمین کیا جاتا ہے تاکہ اسکے موجب اوس پر عمل کرین باعتبار طرز ادہ معانی کے یہ کتاب یہودیون کی کتاب مستشنی کے مطابق ہوتی ہے اور لفظی معنی عربی مین لفظ سنت بعینہ وہی ہین جو مستشنی کے ہین - یعنے دوم یا سائیل زبانی جیسا کہ یہودی کہتے ہین - اور جس طرح یہودیون کا ایک فرقہ مسمی قرائی ہے جو مستشنی کو نہین مانتا اسی طرح مسلمانون مین ایک فرقہ ہے جو قولی سنت کو نہین مانتا اسواسطے کہ بنا ان روایات کی غیر اجماعی کتاب پر ہے اور خود اونہون سنے اپنے ابا و اجداد سے ان روایات کو نہین پایا ہے -

پس جو فرقہ تابع ان روایات کا ہے وہ سنی کے نام سے مشہور ہے - اور یہ سنی اپنے حریفونکو طعن سے کہتے ہین لفظ شیعی شیعہ سے بنا ہے یہ اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ یہ مبتدل یا نرہا مرتد فرقہ ہے شیعی اپنے تئین عدلی کہتے ہین اور یہ عدلیہ سے ماخوذ ہے یہ نام اپنے فرقہ کا اونہونے اسلئے رکھا ہے کہ یہ مذہب اون لوگونکا ہے جو تابع انصاف ہین اور راہ راست پر چلتے ہین

شیعی سنیون کو الزام دیتے ہین کہ سنی اپنے پیرون کے مزعوبات کو ایسا سند سے جانتے ہین جیسا قرآن کو اور ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ یہ اعتراض شیعونکا بالکل درست ہے کیونکہ ان کتابون کی بنا اکثر افواہ اور نقل پر ہے ان کتابونکا ایا پوخریفا یعنے اناجیل مجہولہ کے ہمپایہ سمجھنا چاہیے بڑے بڑے نصرانیون کے متکلمین یہ دعوے کرتے ہین کہ نصرانیون کے چارون کتب آسمانی حوارئین کے لکھے ہوئے ہین یعنے متی و مرقس و لوقا کے - حالانکہ ان مین صرف وہ روایتین ہین جو ان حوارئین کیطرف منسوب کی گئین ہین اور مقصد یہ ہے کہ اس نسبت سے اونکا اعتبار اور اعتماد بڑہے اگر اونکی طرف منسوب نہوتین تو اونکا کبھی یہ اعتماد نہوتا جو اب ہے - اگر ہمارا یہ دعوے سچ ہے تو کیا بعید ہے کہ انہین انجیلون کو دیکھ کے مسلمانون

گے دلون مین خیال تقلید کا اپنی سُنت کے بارے مین پیدا ہوا ہو۔
تاکہ ناظرین کو ٹھیک ٹھیک معلوم ہو جائے کہ اصل مین روایت کیا چیز ہے اور کہانتک اعتماد
کے لایق ہے ہم تذکرہ اوس خط کا لکھتے ہین جس سے سب علماے جیل خوب واقف ہین اسکو
پاپا لیو اول لقب باعظم نے فلو یانوسکے کے پاس مسئلہ حلول کے بارے مین بھیجا تھا۔ جان موکس
اپنی کتاب مسمی بمعنی مرتع الا رواح مین لکھتا ہے کہ اوس سے اَبٹ مساس سے اور اوس سے
اَبٹ لوجنس نے اور اوس سے امر کد کن گرگر نے کہا کہ علماے روم کے پاس ایک یہ روایت لکھی
ہوئی تھی کہ پاپا لیوس اعظم نے جب خط مذکور کو تمام کیا تو پطرس رسول کی قبر پر ڈالدیا اور یہ التجا
کی کہ جو کچھہ خط مین غلطیان اور نقصانات ہون اونکی وُہ اصلاح کرے اور آپ چالیس روز دُعا مین
پڑا کیا اور روزے رکھا کیا اور زمین پر ہزار ہا اوس وقت پطرس ظاہر ہوا اور اوس سے کہا کہ
مین نے خط پڑہ کے صحیح کر دیا ہے اوسکے بعد پالیو نے وُہ خط قبر سے اوٹھا یا اور دیکھا کہ واقعی جیسا
پطرس کہتا تھا وُہ خط اصلاح شدہ تھا۔ بس روایت یہ حال ہے۔
سُنت تین مجموعون سے مرکب ہے اور اسکا تتمہ تین سُنی خاص طور پر احترام کرتے ہین ان مین ایک
عبد اللہ محمد بخاری کی تالیف ہے یہ بہت مشہور مولف ہین آنحضرت کی وفات کے دو سو برس
کے بعد اونہون نے دو سو چہتر صحیح روایتین قریب دو لاکھہ وضعی اور ایک لاکھہ مشکوک
روایتون مین سے منتخب کین۔ ان روایتون کے راوی وُہ لوگ ہین جو ابتداے اسلام مین
ایمان لاے تھے اور اُن مین آنحضرت کا سکوت خالی از بلاغت نتھا چنانچہ اس سکوت سے
بڑی بڑی باتین معلوم ہوئی ہین الغرض تالیف اس کتاب کی مکہ مین ہوئی مولف جو بڑی خفاکش
اور ردنیدار تھے آب زمزم سے وضو کرکے ہر روز مقام ابراہیم کے پاس نماز پڑہتے تھے اور
تعظیماً وُہ اپنی کتاب کو مدینہ لے گئے اور وہان اوسکو مرتب کیا اور اوسکے ابواب علیحدہ علیحدہ

ترتیب دیے ایک نسخہ ممبر پر اور ایک آنحضرت کے روضہ پر چڑہا دیا یہ کتاب سولہ برس مین ختم ہوئی اور اوسکو صحیح خطاب ملا سنیونکی چار دن تمدّین فرقون نے اسی قبول کیا اور مسلمان مجتہدون نے بے انتہا اسکی شرحین لکھین ـ

لیکن شیعون کے اصل اصول مین یہ ہے کہ قرآن چونکہ کلام خدا اور منزل من اللہ ہے بالکل کافی ہے اور اونکے نزدیک حق موروثی جو از روے قرآن ہے وہ کبھی ساقط نہین ہوسکتا اور وہ بااینہمہ بجاے خود ہمیشہ ثابت ہے اور اسی قاعدہ کے بموجب علی خلیفہ چہارم کو بلافصل وصی رسول کا ہونا چاہیے پس وہ اون تینون خلیفونکو جو باعتبار زمانہ کے اِنسے مقدم ہین ذی حق خلافت نہین تصور کرنے برعکس اسکے سُنی کہتے ہین کہ مقرر کرنا رئیس ظاہری اور باطنی کا صرف اونہین لوگون کے اختیار مین ہے جنپر اس کا حکم جاری ہو پس سنیون کو کافر و ملحد اور شیعون کو بسرل اہل اسلام سمجھنا چاہیے ـــ

فارس کے رہنے والے شیعہ علی کو ولی اللہ کہتے ہین اور اون کو بہت ذی مرتبہ سمجھتے ہین اور وہ اپنے کلمہ مین یہ کہتے ہین کہ اللہ خدا ہے اور محمدؐ نبی اور وصی اللہ ہین نذر و نیاز جو شیعہ علی کے کرتے ہین وہ فی الحقیقت قریب بُت پرستی کے ہوجاتی ہے اس قسم کی تعظیم کی وجہ یہ پائی جاتی ہے کہ علی عین کعبہ یعنے عین بیت اللہ مین پیدا ہوئے چنانچہ خاندان صفویہ کے متاخرین بادشاہون مین حسین بادشاہ نے اپنا نام بدترین سگان علی مہر مین کندہ کرایا تھا ـ اس زمانہ مین کل مسلمان بالاتفاق اون مصائب و آلام پر اور شداید پر جو علی پر گذری رنج و افسوس کرتے ہین جب اونکا نام لیتی ہین یہ دُعا دیتے ہین کہ کرم اللہ وجہہ یعنے اللہ اونکے مُنہ کو روشن کرے ـ ایرانیون نے اب کچھ تعصب مذہبی مین کمی کی ہے اور جنکو وہ گمراہ برادر دینی سمجھتے ہین اون کو کافر کہنا چھوڑ دیا ہے ان اتنا کہتے ہین کہ یہ لوگ آنحضرت کی رسالت کے مقر ہین اور خدا کی عبادت بہی کرتے ہین لیکن

اوس گروہ کے تابع یا مقلد ہین جس گروہ نے اپنے وقت پر علیؑ سے بیعت نہین کی اور علیؑ
اور رسول کی بیٹی اور اونکی اولاد پر ظلم کیا اس لئے حق مومن کہلانیکا از خود کھو دیا۔
مگر سُنّی اپنی رائے سلوک مین شیعون کے ساتہ ایسے فیاض نہین ہین صرف دو چار نہایت
لیّق سُنّی عالم قائل ہین کہ اولاد صحیح مسلمان تھے۔ وربلٹ کہتا ہے کہ چالیس برس کے
بعد خود امویہ نے علیؑ پر سب کرنا موقوف کیا حالانکہ خیرالدین ہمکو خبر دیتا ہے کہ اوسکے زمانہ مین
بہی تہوڑے سُنّی ترکون مین ایسے بہی تہے جو یہ گستاخی کرتے تہے کہ علیؑ کے تذلیل بلفظ کافر
کرتے تہے۔

یہ سچ کہا گیا ہے کہ جب مسلمان ہندوستان مین بسے تو ان دونون فرقون نے کسیقدر
اپنی اپنی دشمنی مین کمی کی علیؑ کے فرقے نے عمرؓ کو بہلا برا کہنا موقوف کیا اور خلفائے ثلاثہ کے
جنبہ دارون نے بارہ امامون پر تمسخر کرنا چہوڑ دیا۔

اب ہمکو ضرور ہے کہ خلفائے اربعہ کے احوال کیطرف رجوع کرین۔

عمرؓ نے اپنے عہدہ جلیل پر فائز ہوکر امیرالمومنین خطاب اختیار کیا انکے بعد جو خلیفہ ہوا اوسکو
بہی یہی خطاب ملا۔ عمرؓ کی طبیعت مین جو کچہ سختی یا درشتی واقع ہوئی تہی اوسکے بغیر اوس زمانہ
مین کام نہین چل سکتا تہا۔ جو فتوحات نصیب ہوئے وُہ سلف سے کسی کو حاصل نہین ہوے
تہے ایسی لڑائیون مین اہل لشکر کی تعدی جائز سمجہی جاتی تہی لیکن اوس وقت مین بہی عمرؓ کی سختی
اس تعدی کی مانع تہی اور بلا رو رعایت انصاف ہوتا تہا جسکا نتیجہ یہ ہے کہ مصائب جنگ
جدل اور کشورکشائی بہت گہٹ جاتی تہی۔ چنانچہ اسکے ثبوت مین یہ عجب بات کتابون مین
لکہی ہوتی ہے۔ کہ عمرؓ کے ہاتہ مین ایک بید رہتا تہا اس بید سے وُہ اعلیٰ رتبہ کے سردارونکو
جب وُہ خطا کرین سزا دیتے تہے۔ اسی پر یہ مثل مشہور ہوئی کہ عمرؓ کا بید جنگجو سپاہی کی

تلوار سے مہیب تر ہے۔ عمرؓ کی سختی اجرای احکام دین مین انتہائے تعصب کو پہنچ گئی تہی۔

آنحضرت کی وفات کے اٹھارہ برس کے بعد عمرؓ نے یہ ضروری اور مفید قاعدہ اہل
وطن کے لئے جاری کیا۔ کہ تاریخ شمار آنحضرت کی تاریخ ہجرت سے مقرر کی اسکی وجہ سے
جو مختلف واقعات سے لوگون نے مختلف تاریخین شمار کے لئے جو مقرر کر رکہین تہین وہ موقوف
ہو گئین۔ عرب کے ہر قبیلہ نے کسی اہم واقعہ سے تاریخ شمار مقرر کی تہی کسی نے قحط سے کسی نے
وبا سے اور اسکی وجہ سے بہت کچھ خبط و غلط ہوا کرتا تہا یہ سب برطرف ہو گیا اور تاریخ شمار
کے لئے عموماً مقرر ہو گئی۔

خلافت عمرؓ کا زیادہ مشہور محاصرہ یاروشلیم اور فتح مصر و فارس سے ہوا جب اسکا آخری
وقت آیا تو نسبت جانشینی کے اونہون نے ایک نئی ترکیب ایجاد کی جو تاخیر بیفایدہ کے
لئے ختما مفید ہے اونہون نے یہ حکم دیا کہ انکی وفات کے بعد فوراً مجلس شوری چہہ شخصونکی
منعقد کی جائے اور تین روز کی مہلت اس مجلس کو غور کرنے کے لئے دیجائے اس عرصہ مین وہ
باتفاق یہ تجویز کرین کہ نیا خلیفہ کون ہو تو ان سب کو سزائے قتل دیجائے چنانچہ اس تجویز
کی تعمیل ہوئی اور تہوڑے عرصہ کے بعد ارباب شورے نے عثمان کو منتخب کیا اور وہ
اس انتخاب کیوجہ سے مسند نشین خلافت ہوئے اور تیسرے خلیفہ بنائے گئے انکی خلافت
۶۴۴ء سے ۶۵۶ء تک رہی اوس زمانہ مین یہ عربونکی سلطنت عجب سرعت سے بڑہی مشرق
کیطرف فارس مین اور مغرب کیطرف سراسر جنوبی ساحل افریقہ پر قبوطہ تک پہلی قسطنطنیہ کے
بادشاہ نے تہوڑے دنون کے لئے مصر پہر قبضہ پایا مگر دوبارہ مسلمانون نے دریان
لہو کی بہاکے اوسے چہین لیا۔ اسی عہد خلافت مین مسلمانونکا تسلط سیحون اور حدود
ہند تک ہوا۔

یہ بات بدقسمتی کی تہی کہ جس سختی اور زور طبیعت مین خلیفہؓ ثانی مشہور تہے یہ خلیفہ اوس مین ناقص تہی اور یہ نقص نہایت مُضر ہُوا کیونکہ خواہش تن پروری اور آوارگی کے روکنے کے لیۓ سختی اور شدت نہایت ضرور تہی۔ اُنکا حلیم اور سلیم ہونا مدا لوا ری کا معین ہوا اور انتظام ریاست بدنیت اور خودغرض آدمیون کے ید قدرت مین آگیا اور رفیق قدیم محروم ہوگئے اور وُہ شکایت کرنے لگے کہ خلیفہ نے اپنے عزیزون اور ذاتی دوستونکے لئے اُنکے حقوق تلف کئے دوسری بات جو مسلمانون کو بُری معلوم ہوئی وُہ یہ ہے کہ یہ خلیفہ ممبر کے اونچے زینے پر بیٹھا کرتے تہے حالانکہ ابوبکرؓ اور عمرؓ پہلے دوسرے زینے پر جا با کرتے تہے۔

نتیجہ ان ناسنجیدہ کردار کا جنکو ہم خطا اور قصور نہین کہتے یہ ہُوا کہ جیسے فرمانبرداری ابوبکرؓ اور عمرؓ کی ہوتی تہی وُہ اُنکے لئے باقی نہین رہی اور رفتہ رفتہ ایسے اسباب جمع ہوئے کہ عرب حلقۂ اطاعت سے خارج ہو گئے اور جوار مدینے مین اجماع کیا اور دادخواہ ہوئے خلیفہ نے انکے دعوے منظور کئے لیکن بی بی عائشہ درپردہ ان باغیون کی معین تہین وُہ نہین چاہتی تہین کہ یہ فتنہ فرو ہو اُنکا مقصد یہ تہا کہ خود اپنے گروہ سے کسی کو خلیفہ بنادین۔ حاکم مصر جو باغیون کی مرضی کے مطابق خلیفہ نے باغیون کے دباؤ سے مقرر کیا تہا اُسکے قتل کا حکمی پروانہ خود خلیفہ کے ہاتہ کا لکہا ہوا بنایا گیا اور ترکیب سے یہ پروانہ گروہ مخالف تک پہنچایا گیا جب اون لوگون نے اس پروانے کو دیکہا وُہ نہایت برافروختہ ہوئے اور اونکو یہ خیال پیدا ہوا کہ خلیفہ نے اُنکے ساتہ دغا بازی کی پہر ان لوگون نے حملہ کیا اور خلیفہ کو مار ڈالا۔

خلیفہ قرآن کی تلاوت کرتے تہے اِن کے زخمون سے خون کتاب مقدس پر گرا یہ قرآن آجتک خزانۂ دمشق مین محفوظ ہے۔

عثمان نے جانشین مقرر کرنا اون ارباب شوری کی راے پر محول کیا جنھون نے
خود عثمان کو مقرر کیا تھا۔ اِن لوگون نے علی سے کہا کہ دو شرطون کے ساتھ آپ خلافت اختیار
کیجیے اول شرط یہ ہے کہ موافق قرآن اور حدیث کے حکومت کرین اور دوسری شرط یہ ہے
کہ دوسرے اہل شوری کی راے سے حکم دین عالی ہمت علی نے شرط اخیر کا پابند ہونا ناپسند
کیا اور بغیظ وغضب خلافت قبول کرنے سے اِس شرط کے ساتھ انکار کیا آخر یہ شرط اوٹھا دی گئی۔
اسی ہنگامے مین علی نے ایک اور نظیر اپنی بلند ہمتی کی دکھائی جب سے وہ ممتاز ہوے
مصری لشکر نے جو اسوقت مدینہ مین تھا اپنی آمادگی علی کو خلافت دلانے پر ظاہر کی لیکن امر
خلافت مین اجنبی لوگون کا دخل دینا علی نے ناپسند کیا اور کہا کہ صرف اہل شہر کا دخل
کرنا درست ہے۔

علی نے اپنے شروع حکومت مین صوبہ جات کے حاکمون کو معزول کیا۔ انھین
معاویہ ابن ابو سفیان بہی تھے ابو سفیان بہت عرصہ تک خود آنحضرت کا دشمن رہا تھا
معاویہ پروانہ معزولی پڑھ کے بمقتضاے طبع از حد غیظ وغضب مین آیا اور چونکہ عثمان کے
عزیز قریب تھے یہ عزم بالجزم کیا کہ اونکے قتل کے انتقام کے آپ مدعی بنین اور اسی
ضمن مین دعوے وراثت خلافت کا بہی کرین پس معویہ نے عرب تا مین [illegible]
کیے اور شامی بہی اوسکے اعوان مین شامل ہو گیے۔

ادہر بی بی عایشہ عثمان کے قتل کروانیکا الزام علی پر قایم کر کے برسر میدان تہین
اور مکہ مین جتنے سرغنا اِس سازش کے تہے اونکا لشکر سرداری طلحہ وزبیر ہمراہ لیکے
نکلین پہلے بصرے پر قبضہ کیا اِس فتحیابی سے اور ہمت بڑہی چنانچہ خود علی سے
مقابلہ کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ طلحہ اور زبیر دونون مارے گئے۔ یہ خود اونٹ پہ سوار

اپنے لشکر کو لڑائی کی ترغیب دیتی تھین اس اونٹ کی سواری کی وجہ سے اس لڑائی کا
نام جنگ جمل رکھا گیا ہے یہ اسی دلیرانہ ترغیب اور تحریص کے حال مین گرفتار
ہوئین انکی گرفتاری کے قبل علیؓ نے یہ حکم محکم دیا تھا کہ کوئی ان پر دست درازی نکرے مگر
اسکے ساتھ ہی یہ بھی منظور تھا کہ وہ گرفتار کیجائین انکی گرفتاری کیلئے جو شخص انکی اونٹ
کی مہار پر ہاتھ ڈالتا تھا اوس کا ہاتھ کاٹا جاتا تھا ستر آدمیون کے ہاتھ کٹے اور عماری
پر اتنے تیر لگے کہ مثل ساہی کے ہوگئی آخر ایک سپاہی نے اون اونٹ کو پے کیا
اور وہ بیچارہ جانور زمین پر گرا اوسوقت بی بی عائشہ ہاتھ آئین علی نے اپنے اسیر کو
نہایت احترام سے رکھا علی نے باقصد نمایش یا تقلید بی بی عائشہ کے ساتھ ویسا اسکو
کیا جیسا بادشاہ اولین نے زنوبیہ ملکہ بالشیزہ کے ساتھ کیا تھا ۔ علیؓ نے آنحضرت کی بیوی
کیلئے چالیس عورتین خدمتگذاری کو مقرر کین اور حشم اور خدم کے ساتھ مکہ روانہ کیا اور یہین اونھو
نے ۵۸ھ ہجری مین انتقال کیا ۔ باوصفیکہ بی بی عائشہ نے علی کے ساتھ جو خلیفہ تھے اس قسم کی
عداوت اور دشمنی اور مخالفت کی اور بطمع اختیارات امور ملکی ہزارہا جانین گنوائین
تاہم اون کے احترام مین پس مرگ تابعین قرآن کے نزدیک کمی نہین ہوئی ملکہ اونھون نے اونکو
شمار نبیہ کا دیا ہے اور مطلق اون الزامون کی پروا نہین کی جو اون پر وارد ہین ۔ روایات
سے انکی موت کا حال ہمکو کچھہ اور ہی معلوم ہوتا ہے اونھون نے یزید کی بیعت و عدہ کو قبول نہین کیا بلکہ
بہتون نے اس وعدہ سے انکار کیا پس معاویہ نے جلکے انہین مروا ڈالا ۔ معاویہ نے اپنی عداوت
کو پوشیدہ رکھہ کے بی بی عائشہ کی ضیافت کے دالان مین ایک کنوان کھدوایا اور اسمین کوڑا
اور پتھر ڈالے اور منہ پر پتلی پتلی کھپاچین ڈالین اور اوسپر عمدہ نقش و نگار کا قالین بچھایا
اوسپر قالین پر مسند تکیہ لگایا بیچاری عائشہ جو نہی اس مسند پر جا بیٹھین سر کے بل

گڑھے مین گر بن اور ہمتہ کو پہنچین —

• الغرض جب علیؓ نے جنگ جمل کو سر کیا تو پہلی اونکو شام کیطرف توجہ کرنیکی ضرورت ہوئی وہان معاویہ
نے نشان بغاوت علم کیا تھا صفین مین فرات کے مغربی کنارہ پر شہر رقہ کے قریب جانبین کے
فوجین مقابل ہوئین ہنوز ان دونون لشکرون کے دونون سردار ان مین سے ایک سردار بہی جنگ
مغلوبہ پر آمادہ نہین ہوا تہا کہ معاویہ سے نے متردد ہو کے یہ مکر عملی سے تابعین کو ورغلانا اور نیز اپنے لشکر کے
کچہ آدمیون کو یہ حکم دیا کہ قرآن کو نیزون کی نوکون پر نصب کر کے دشمن کی صف کی طرف بڑہ بڑہ کے
یہ دہائی دین کہ کتاب ہے جو ہمارے اور تمہارے درمیان فیصلہ کرے گی جو کلام خدا ہے جو مسلمانون کے
خون ریزی کو منع کرتا ہے معاویہ کا یہ فریب چل گیا اگر بڑے بڑے سپاہیون نے جو علیؓ کے لشکر مین
جو شل گل سرسبد تہی ہتیار ڈالدیئے اور کہا کہ کتاب خدا کی مخالف نہ لڑین گے اور جو عثمان کو
نصیب ہوا تہا اوسکی دہمکی علیؓ کو بہی دی آخرش یہ نزاع محول بہ ثالثی ہوئی دو شخصون نے جنکی رائے پر
تصفیہ موقوف تہا صرف علیؓ کی معزولی پر اتفاق کیا ایک پنچ ابو موسی بلند ممبر پر چڑہا جو دونون لشکرون کے
بیچ مین رکہا گیا تہا اور اپنی تجویز بیان کی کہ مین معاویہ اور علیؓ کو خلافت سے یون اوتارتا ہون جیسے اس
انگوٹہی کو اپنی انگلی سے اوسکے بعد دوسرا پنچ عمرو فی الفور ممبر پر چڑہا اور کہا کہ مین علیؓ کی معزولی مین
ابوموسی سے متفق ہون اور خلافت پر معاویہ کو نصب کرتا ہون جیسے اس انگوٹہی کو اپنی اونگلی مین
یہ علانیہ اختلاف کی ابتدا مسلمانون مین پیدا ہوئی اور ایک دوسرے کو خارج المذہب کہنے لگے آجتک ایرانیون
اور ترکون مین بدگر تنفر راسخ ہونے سے یہ اختلاف ظاہر ہے —

بمقتضائے طبع اور بوجہ وجیہہ علیؓ اور اونکے رفقا اس فیصلہ سے ناراض اور غضبناک ہوئے اور مجبوری
کوفے چلے آئے اور تہوڑے عرصے کے بعد خارجیون نے علیؓ کا ساتہ چہوڑ دیا یہ لوگ مارقین بہی کہلاتے ہین
کہ اونہون نے علیؓ کی رفاقت سے کنارہ کیا اور جو امر متعلق بدین خدا تہا اوسکا تصفیہ اپنے اختیار سے

آدمیون پر محول کیا حالانکہ ایسے مقدمون کا فیصلہ صرف خدا پر محول ہے —

علیؑ کے سمجہانے سے یہ خوارج معقول نہوئے بلکہ مسلح ہوکے نہروان کو جو دجلہ سے بجانب مغرب قریب چار میل کے واقع ہے اپنا ماوی قرار دیا علیؑ نے فوج کشی کی بعض کو سمجہا کے مطیع کیا اور باقیون سے لڑکے قتل کیا اور پہر سارے عربستان پر قابض ہوئے مگر اس اثنا مین اونکا حریف معاویہ شام اور فارس پر مسلط ہوا اور اوسکے نام سے عمرو نے مصر کو لے لیا شامیون نے بہی علیؑ کے ملکو نپر تاخت کی اور افعال شنیع کے مرتکب ہوئے اور بیرحمی کی اور دور دور تک تاراج کیا —

قریب قریب اسی زمانہ مین تین کوفی اتفاقاً مکہ مین ہمدگر ملے اور آپس مین ان لڑائیون بہڑیونکا کا ذکر کرنے لگے اور یہ بات ٹہرائی کہ جو مصائب اور آلام ان جہگڑون مین گذری اور جو مصیبتین جہیلنی پڑین اونکی بانی علیؑ اور معاویہ اور عمرو ہین ان کو قتل کرنا چاہیے چنانچہ اس ارادہ پر ان تینون شخصون نے اتفاق کیا ان مین سے ایک نے دمشق مین معاویہ کو زخمی کیا دوسرے نے مصر مین عمرو کے ایک اور آدمی کو مار ڈالا تیسرا فتنہ پرداز جسکا نام عبدالرحمن ملجم تہا اپنے ارادہ پر قائم ہوا اوسنے کوفہ مین دو اور شخصون کو جو اوسکے ہم مشرب تہے کچہ دیکے اپنا شریک کیا چنانچہ مسجد پر پہلے عبدالرحمن نے ضربت علیؑ کو لگائی اور اوسکے شریکون نے باقی کام تمام کیا — علیؑ نے اس زخم کہانے پر اور ایسے وقت مین جب صرف سانس کا شمار تہا اپنی رحم دلی کو جو غالب خاصہ اونکی طبیعت کا تہا جس پر لوگ فریفتہ تہے کام فرمایا اور حسن کو تاکید کی کہ اونکے قاتل کو ایک ہی ضرب مارین اور زیادہ تخفیف اور اذیت سے جس کا وہ سزاوار لامحالہ قرار پاتا بچائین —

روایت ہے کہ علیؑ نے زہر آلود خنجر کی ضرب اوٹہا کے پانچوین دن سنہ ۴۰ ہجری وفات پائی اور

انکا سن باختلاف تاریخ ولادت ۵۷ یا ۵۸ یا ۶۳ برس کا ہوا قبر اونکی تا استیصال خلافت امویہ پوشیدہ رہی اور ۳۶۶ ہجری مین عضد الدولہ نے ایک عالیشان مقبرہ بنوادیا جسکو قبۃ الانوار کہتے ہین یہ مقبرہ بادشاہان فارس نے بہم بکمال زیب و زینت آراستہ کیا لیکن پیروان علی کو نہایت عزیز ہے اور وہ اوسکو محترم سمجھتے ہین اور ایک شہر بھی مشہد علی کے نام سے کوفہ کے قریب بسا یا گیا ہے ــ

علی کے بعد ان کے بڑے بیٹے حسن خلیفہ اور امام ملک عراق مین تسلیم کیے گئے مگر خلیفہ کا خطاب بمجبوری معاویہ کو دیدیا ــ امام کا خطاب ایک باطنی منصب ہے جو اونکے پیروون کی مذاق کے مطابق نسبے جدا نہین ہوسکتا ــ معاویہ نے اون کے لئے وظیفہ بھی مقرر کر دیا تہا اور یہ بھی کہدیا تہا کہ سے کنارہ کشی گوشہ نشینی مین اوقات بسر کرین ــ نو برس کے بعد حسن نے بھی زہر سے وفات پائی یہ زہر جعدہ زوجہ حسن نے معاویہ کے اغوا سے دیا تہا اور خود معاویہ کی بھی موت تھوڑے عرصہ کے بعد ۶۷۹ء مین واقع ہوئی ــ یزید اونکا جانشین ہوا ابن معاویہ کے بیٹے نے مسلمانون کو اور اپنی کل رعایا کو اپنی بدکاری اور تند مزاجی سے تہوڑے عرصہ مین بیزار اور پریشان کر دیا اسی زمانہ مین ایک لاکھ چالیس ہزار مسلمانون کی عرضی مدینہ مین حسین کے پاس اس مقصد سے بہیجی کہ یہ لوگ اون کو اونکے ابائی منصب پر قایم کرنا چاہتے ہین اور ہر طرح انکی اعانت کے لئے آمادہ ہین صرف ان کی تشریف آوری کی دیر ہے ادہر کنارہ فرات پر پہنچے اور وہ سب لوگ شمشیر بکف ان کے ساتھ ہونگے حسین نے بخلاف مشورہ عاقلان کے ان لوگوں کی دعوت اور خواہش قبول کی اور چند اصحاب اور مستورات اور اطفال ساتھ لیکے صحرا نوردی کی جب عراق کے قریب پہنچے تو وہان کے باشندونکا کچھ اور ہی رنگ پایا نہ خاطر نہ مدارا بلکہ آثار دشمنی نمایان ــ حضرت کو شبہ ہوا کہ یا انکی رفقا منحرف ہوگئے یا ہلاک ہوسے افسوس کہ حضرت کا یہ اندیشہ درست تہا پانسو سوارون نے میدان

ربلا مین آپ کو اور آپ کے ہمراہیون کو گھیر لیا - اب بھی ممکن تہا کہ آپ اوس قلعہ صحرا مین پناہ لیتے جسپر زمانہ سابق مین قیصران روم اور خسروان روم نے قابو نہین پایا تہا - قبیلۂ طے کی فوا بیے پیدا تہا فرماتے کہ وہ دس ہزار مسلح فوج سے اپنے رسول کے نواسے کی حمایت کر سکتے تہے لیکن حضرت نے ان امور پر کچھ توجہ نہین فرمائی اور افسر فوج مخالف سے تین درخواستین کین کہ ان مین سے ایک قبول کیجائے -

(۱) یا مدینے مین واپس جانیکی اجازت ہو (۲) یا ثغور مین مقابلہ اتراک تعینات کر دیے جائین - (۳) یا بحال خود یزید کے پاس بھیجدیے جائین - اوس نے جواب دیا کہ یا اسیر مجرم کیطرح لشکر خلیفہ مین حاضر ہون یا اپنی بغاوت کی پاداشں کے منتظر ہین - حسین نے کہا کہ کیا تمہارا قصد مجکو موت سے ڈرانیکا ہے - اور اسکے بعد ایک رات کی مہلت مین جو سوچنے کے لئے ملی تہی خوب سوچ سمجھ کے جو مصائب مقدر تھے اوسکے اوٹھانے پر مستعد ہوئے -

اور اپنی بہن کو جو پیش نگاہ مصائب اوٹھا رہی ہے جو نوازار و قین تہین سمجھایا اور کہا کہ ہمارا توکل اللہ تعالے پر ہے تمام چیزیج زمین اور آسمان مین ہین ضرور فنا ہونگی - اور اپنے خالق کیطرف پہر جائین گے - میرے باپ اور بھائی مجھسے بہتر تھے جواب باقی نہین اور ہر مسلمان کے لئے رحلت رسول کی نظیر موجود ہے - پھر رفیقونکو صلاح دی کہ وہ کسی طرف نکل جائین مگر اونھون نے اپنے پیارے آقا سے جدا ہونے کا اور اوسکے بعد زندہ رہنے کا انکار کیا -

دوسرے دن صبح کو امام حسین اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے ایک ہاتھ مین تلوار لیے اور دوسرے مین قرآن ان کے جان نثار صرف بیس سوار اور چالیس پیادہ تھے

پشت اور پہلو کیطرف اس قدر حفاظت تہی کہ کچہہ تو خیمے کے طنابین حائل تہین اور ایک
جانب خندق تہی جس مین لکڑیان جل رہی تہین لشکر مخالف سے ایک سردار مع چالیس
رفیقون کے منحرف ہوکے مرنے والونمین آملا ۔ دشمنون نے بیدلی سے حملے کئے لیکن
اون جان نثارون کو جو زندگی سے سیر تہی کوئی مغلوب نہین کرسکتا تہا یہ دشمن چارون
طرف سے نرغہ کئے ہوئے تہے اور دور دور سے پیہم تیرونکا مینہ برساتے تہے اور
حضرت کے رفقا دمبدم جام مرگ سے سیراب ہورہے تہے جب نماز کا وقت آیا تو
کچہہ مہلت ملی بعد نماز پہر لڑائی شروع ہوئے اور رفقائے حسین کا خاتمہ بخیر ہوگیا ۔
تن تنہا حسین ابن علی خستہ ہوکے خیمہ کے دروازہ پر آبیٹہے اور ایک دو قطرے پانی کے
چاہتے تہے کہ منہ مین تیر لگا اور دو پیارے پیارے بچے ایک بیٹا اور ایک بہتیجا آپکی گود مین
مارے گئے اِن کے خون کی بہاپ حسین کے ہاتون سے اوٹہہ رہی تہی اور اون کے
ساتہہ زندون کی دعا اور مُردون کی نماز مین بلند تہی یہ حال دیکہہ کے حضرت کی بہن مایوس
ہوگئین اور از خود رفتہ ہوکے خیمہ سے باہر چلی آئین اور کوفیون کے سپہ سالار کو قسم دیے
کہ وُہ اِنکے بہائی کو ان کے سامنے نہ قتل ہونے دے اِس واقعہ سے حضرت کی ریش منور
تک آنسو بہ آئے اور اِس حال مین پہر حضرت نے فوج دشمن پر حملہ کیا بڑے بڑے
دلیرون کے پاؤن میدان سے اوکھڑ گئے اور ہر طرف بہاگنے لگے اوس وقت شمر
جسکے نام پر مومنین لعنت کرتے ہین اونکی بزدلی پر ملامت کرنے لگا یہ پریشان فوج
پہر سنبہلی اور از سر نو رسول کے نواسے پر بیدردی سے حملہ کیا حضرت تینتیس زخمون سے
چور ہوکے دشمنون مین زمین پر گر پڑے اِن بیرحمون نے زخمی کے سر کو تن سے
جُدا کیا اور لاشہ کو پامال کرکے سر لیکے کوفے کے قلعہ کیطرف چلے گئے وہان بیرحم عبداللہ

سے نے دہن پر بید مارا ایک مسن شخص یہ فعل قبیح دیکھ کے نعرہ زن ہوا کہ ہائے
مین اِس ظلم کے دیکھنے کے لئے زندہ رہا ہائے اِن ہونٹون پر یہ ظلم ہوا جن پر رسول خدا
کے ہونٹھ بارہا دیکھے —

حسین صبر اور شکر اور اطمینان مین ایسے ہی ممتاز تہے جیسے انکے آبا و اجداد شجاعت مین
جب انکی بہن آواز بلند آہ و زاری کرتی تہین اور خدا سے یہ فریاد کرتی تہین کہ
خدایا کاش مین کل ہی مرگئی ہوتی اور آج کے دن کے لئے زندہ نہ رہتی میری ماں فاطمہ میرے
باپ علی میرے بہائی حسن سب مر گئے تباہی پر تباہی اور بربادی پر بربادی ہوتی گئی
افسوس صد افسوس آخری تباہی پر جسکا اب سامنا ہے — اُس وقت حسین فرماتے
تہے کہ اے پیاری بہن خدا پر بہروسا کرو اے بہن سوائے خالق کے ہر شے فانی
تمام مخلوق اپنے خالق کیطرف رجوع کرے گی اے بہن میرے باپ علی اور میرے
بہائی حسن مجہسے بہتر تہے وہ بہی گذر گئے اور سب سے زیادہ تاسی کے لئے رسول خدا
کی مثال موجود ہے —

حسین خلیق افسردہ دل اور مغموم تہے گویا اپنی ناگہانی موت سے آگاہ تہے اور شبل
اپنے والد کی دینداری مین قابل دید تہے اہل سیر کا قول ہے کہ ہر روز ہزار مرتبہ
خدا کی یاد کرتے تہے ایک دفعہ انہون نے اپنے والد بزرگوار سے پوچہا کہ آپ مجکو چاہتے ہین
اونہون نے کہا کہ ہان پہر پوچہا خدا سے بہی آپ کو محبت ہے فرمایا کہ ہان۔ عرض کیا
کہ سچی دو محبتین ایک دل مین نہین جمع ہو سکتین علی ابن ابی طالب اِس جواب سے متاثر
ہوئے اور آنسو ٹپک پڑے — پہر حسین نے کہا کہ آیا آپ کو کافر بنا گوارا ہے یا مجہے
مرتے دیکھنا فرمایا کہ پیارے بیٹے کو موت کے حوالہ کرنا دین ترک کرنے سے آسان ہے

امام حسین نے عرض کیا کہ اس امتحان سے معلوم ہوا کہ میری محبت طبعی ہے اور خدا کی محبت سچی اور اصلی محبت ہے ــــ

امام حسین کے مدفن پر ایک عالی شان روضہ تعمیر ہوا ہے اور آجتک وہان بہت آدمی زیارت کو جاتے ہین اولاد علی اگرچہ خلافت عامہ سے بے نصیب رہی مگر ہر زمانے مین مسلمان اونکا احترام کیا کئے اور مسلمانون کے ملکون مین کبھی کبھی یہ تخت نشین بھی ہوے اور ہر ایک عہدہ اور ہر ایک کام کیا شاہی اور کیا گدائی اِنکے نام سے ممتاز ہوا ان کو عرب مین سید یا شریف اور شام اور ترکستان مین امیر اور افریقہ اور فارس اور ہند مین سید کہتے ہین اور جب دعوے سیادت کے اثبات کے لئے شرعاً یہ کافی ہے کہ والدین سے کوئی آنحضرت کے خاندان سے ہو تو یہ بات تعجب خیز نہین ہے کہ مسلمانونکے تمام ملکون مین اولاد رسول بکثرت موجود ہے ــــ

اگر اسی قدر علی کے تذکرہ پر خاتمہ کیا جائے تو نہ صرف علی سے عظیم الشان شخص کے حق مین کوتاہ قلمی ہوگی بلکہ پڑہنے اور سننے والون کا دل نہ بھریگا اس لئے اوسکے چند مخصوصات کے بیان پر رسالہ کو ختم کرتا ہون ــــ

منقول ہے کہ علی میانہ قد مگر قوی تہے خالق نے بے اندازہ طاقت اونکو عطا فرمائی تہی ــــ ڈاڑہی گھنی چہرہ گلرنگ زیرکی اور نیکی کی شعاع اوس سے ساطع تہی خود اسی نورانی صورت سے اون کے مزاج کا صاف پتا معلوم ہوتا تہا شجاعت اور فصاحت مین شہرہ آفاق تہے اسد اللہ لقب تہا جو اون کی جرات اور نام آوری پر شاہد ہے اونکی شیر دلی کی بڑی بڑی نظیرین ہین اور اون مین ایک یہ ہے کہ ۶۲۸ء مین جب قلعہ خیبر کا آنحضرت نے محاصرہ کیا اور عمر اور ابو بکر نے دو مرتبہ علم وہان پر گاڑا اور دونون مرتبہ ہٹنا پڑا اوسوقت آنحضرت نے

فرمایا کہ کل علم اوسکو دونگا جو خدا کا دوست اور رسول خدا کا حبیب ہوگا دوسرے روز علم علی کو
دیا وہ قلعہ کیطرف چلے اور مظفر و منصور واپس آئے علی کے کارہائے نمایان اور وقائع عظیمہ
اکثر شعرائے عرب و عجم نے نظم کئے ہین اور یہ منظومات مجمع عام مین پڑھے جاتے ہین
اون کو لوگ بہت شوق و ذوق سے سماعت کرتے ہین اور بہت محظوظ ہوتے ہین ایک شاعر
نے جنگ خیبر کے تذکرہ مین علی کی شان جنگ مین یہ کہا ہے کہ آپ کے شانے پر سپر اسطرح چھپی
کہ جس طرح آفتاب کے پہلو مین ابر ہوتا ہے - اور اسی شاعر نے پھر کہا ہے کہ ڈہال
کے نیچے سے علی نے جو ذوالفقار کھینچی تو ایسی چمکی جیسی کالی گھٹا مین بجلی چمکی اور کہا آفتاب
کے قریب ہو - یہ ذوالفقار وہ مشہور تلوار ہے جسکو خود خدا نے علی کو عنایت کیا تھا -

علی کی تیغ کم بخت کافرون کے اعضا اسطرح جدا کرتی تھی جس طرح تبر تیز سے
درختون کی ترشاخین قلم کیجاتی ہین -

علی اعلیٰ سے اعلیٰ ہنرہائے جنگ مین کمال رکھتے تھے مگر اون کو پولیٹکل امور مین بالکل واقفیت
نہی سعاویہ نے اپنے اور علی کی لڑائی کے بارے مین کہا کہ دو چیزون سے مجھے اچھا موقع
ملا ایک تو یہ کہ میرے حریف کے مزاج مین اخفا نہ تھا اور میری بات کا پتا نہ ملتا تھا - دوسرے علی کے
سپاہی انیلے تھے اور میرے اشارے پر چلتے تھے -

پس اگر علی کی ملحاظ اونکی بردباری اور عقلمندی اور بہادری کے دیکہین جائین تو جتنے لوگ عربستان
مین سلف سے پیدا ہوئے اون سب پر فائق معلوم ہوتے ہین تمام مسلمان مورخ آپکے
جسمانی اور اخلاقی اوصاف کا بیان پرجوش الفاظ مین کرتے ہین ابوالفدا کا قول ہے کہ
علی دلیر اور لائق رئیس کی نظیر ہین جس سے بہتر تمام اہل اسلام مین کوئی نظیر نظر نہین آتی ہاں انصافا
بادشاہ حکیم مارقوس الطونیوس اونکا مقابل سمجھا جاسکتا ہے مگر وہ تباہ ہوئے زمانہ کی لعنت

سے اور ایک حریص عورت کی دشمنی ہے ـــ

علی اہل علم کے سلسلہ مین بہت ممتاز مرتبہ رکھتے تھے اونھون نے تحصیل علم مین وہ کوشش کی
جو اپنے ملک اور زمانہ مین غیر مترقب تھے اور جسکا رسم تھا ـ بہت سے مجموعے اونکے غزلون اور
قصیدون اور مثنوون کے اونکے بعد باقی ہین ـ بعض جلد شہر لیڈن مین کوان نے ۱۸۲۹ء
مین اور لسٹالی ۱۸۳۰ء مین قصیدہ ابن زہیر کے آخر مین چھاپی ہین واٹسن کولن کے چھاپے ہوئے جملون کو
فرانسیسی مین ترجمہ کرکے ۱۸۲۶ء مین چھاپا ـ اکلی نے اپنی کتاب مسمی بعنی تاریخ عرب کے
تیسرے طبع مین علی کے ایک سو اونتر جملونکا ترجمہ لکھا ہے او بنسبت اپنے عربی صرف
نحو کی کتاب مین لکھتا ہے کہ توخرلنگ فرادکی ایک سو شلمین چھاپی ہین ـــ
سب کے پہلے گوادگیولو نے ان کے قصائد کو مع لاطینی ترجمہ کے روم قدیم مین ۱۶۴۲ء مین
چھاپا اور اسی کو کیپر نے صحیح کرکے شہر لیڈن مین ۱۷۴۵ء مین آٹھ ورق کے تختہ پر چھاپا
اس مجموعے مین چھ چھوٹے قصیدے ہین پہلے قصیدہ کو گولن نے ٹومپس کی صرف نحو کے
کتاب مطبوعہ لیڈن ۱۶۱۷ء کے آخر مین اور دوسرے اور تیسرے اور چوتھے قصیدہ کو اکلاتی نے
اپنے عربی صرف نحو کی کتاب مطبوعہ روم ۱۶۳۱ء مین چھاپا ہے ایک رسالہ دو سو کے بیانیہ
مصنفہ علی سنا ہے کہ ابھی شاہی کتب خانہ مین قسطنطنیہ کے موجود ہے ـ
ایسے نامورین علی ایسے تھے ـــ راحت ابدی کی آغوش مین وہ ہمیشہ استراحت فرمائینگے

۲۰

An Urdu Translation

Of

Dr Davenport's Treatise on Caliphate being Apology for Mohammad and the Kuran

By

Naji Molavi Sayed Mohammad Haidar